مریضوں کی کل تعداد چونسٹھ (۶۴) تھی اور دونوں جماعتوں کے ارکان کو عمر، جنس، تعلیم اور معاشرتی رتبے کی مناسبت سے گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر جماعت میں مریضوں کی مجموعی تعداد بتیس (۳۲) تھی جن میں بیس مرد اور بارہ عورتیں شامل تھیں۔

یہ ڈیپریشن کے ایسے دقت طلب مریض تھے جو عرصۂ دراز تک مختلف دوائیاں بغیر کسی استفادے کے استعمال کر چکے تھے۔ تجربے کے دوران تمام مریضوں کی دوائیاں بند کروا دی گئیں دونوں گروپوں کے لئے سحر خیزی (۳ تا ۴ بجے) لازمی قرار دی گئی۔

مطالعاتی جماعت کو مصروفیت کے طور پر ذکر و فکر، تہجد اور مندرجہ ذیل آیات قرآنی کا سو سو دفعہ ورد کرنے کی ہدایت کی گئی۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

خوب سن لو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں (الرعد : ۲۸)

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعراء - ۸۰)

اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

مریضوں کو ہدایت کی گئی کہ اس دوران نرم دلی کے ساتھ ان اذکار پر توجہ مرکوز کریں اور دلی آمادگی اور پوری سنجیدگی کے ساتھ خدا کی قربت کو محسوس کرنے کی کوشش کریں۔

نگران جماعت یا کنٹرول گروپ کے لئے بھی دو گھنٹے کے لئے جاگتے رہنا ضروری تھا۔ اور انہیں یہ ہدایت کی گئی کہ وہ یہ وقت فارغ بیٹھنے کی بجائے گھر کے چھوٹے موٹے کاموں اور پڑھائی جیسی روزمرہ مصروفیات میں صرف کریں۔

دوران علاج مریضوں کی جانچ، قبل از علاج کیفیت کے ساتھ موازنے کے طور پر کی گئی یہ جانچ ہفتے میں دو بار ہوتی رہی اور علاج شروع ہونے کے چار ہفتے بعد بھی مریضوں کو 'HAMILTON DEPRESSION RATING SCALE' پر موضوعی اور معروضی دونوں سطحوں پہ جانچا گیا۔ حتمی رپورٹ کی بنیاد، معالجین (دماغی و نفسیاتی) کے مریض کے ساتھ انٹرویو اور مریض کے ڈیپریشن کی شدت کی پیمائش کو بنایا گیا۔ حتمی نتائج میں یہ نوٹ کیا گیا کہ مطالعاتی جماعت کے ڈیپریشن میں نگران جماعت کی نسبت معتدبہ کمی ہوئی۔ حتمی نتائج کے

تفصیل و توضیح درج ذیل ہے:

نتائج

۴ ہفتے علاج کے بعد	صحت یاب	غیر متاثر	کل
مطالعاتی جماعت	۲۵	۷	۳۲
نگران جماعت	۵	۲۷	۳۲
کل	۳۰	۳۴	۶۴

آئیے مطالعاتی جماعت پر ایک نظر ڈالیں۔ ۳۲ مریضوں میں سے ۲۵ یعنی ۷۸ فی صد (۱۵ مرد اور ۱۰ عورتوں) نے اپنی بیماری سے نجات حاصل کی جبکہ ۷ مریض یعنی ۲۱،۹ فی صد (۵ مرد اور ۲ عورتیں) کوئی بھی مثبت نتیجہ برآمد نہ کر سکے۔

دوسری طرف نگران جماعت میں ۳۲ میں سے صرف پانچ مریض بیماری سے نجات حاصل کر پائے جبکہ ۲۷ مریض یعنی ۸۴،۳ فی صد (۱۶ مرد اور ۱۱ عورتیں) کوئی بھی مثبت نتیجہ دکھانے میں ناکام رہے۔ یہ نتائج (اعداد و شمار) اہم ہونے کے ساتھ ساتھ زیر بحث مفروضے (HYPOTHESIS) کو ثابت بھی کرتے ہیں یعنی مطالعاتی جماعت جس کے ارکان دلجمعی سے ذکرِ الٰہی، تہجّد اور تلاوتِ آیات کرتے رہے مثبت نتائج دکھانے میں کامیاب رہے۔ نگران جماعت کے ارکان جو صرف جاگتے رہے اور گھریلو کام کاج میں مصروف رہے بہتر نتائج نہ دکھا سکے۔

صلوٰۃ تہجّد ایک مسلمان کے لئے دینی اہمیت کی حامل ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیتِ قرآنی یاد کروا رہی ہے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجّد بھی پڑھ لیا کیجئے (جو) آپ کے حق میں زائد چیز ہے

(بنی اسرائیل : ۷۹)

یہ مومنوں کے لئے سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور اس پر عمل بحیثیت " علاج

برائے پژمردگان" بشرطیکہ دلجمعی، لگن اور عقیدت و محبت سے کیا جائے تو یقیناً خوش آیند ہوگا اور بیماری کے مضر اثرات کم کرتے کرتے زندگی پر خوش گوار اثرات مترتّب کرے گا ـــــ کیونکہ یہ حضرات ذکرِ الٰہی سے اندرونی چین اور اطمینانِ قلب حاصل کر لیتے ہیں ۔

قرآنِ حکیم کی ایک دوسری آیت سرچشمۂ صحت کی طرف رہنمائی کرتی ہے :

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں ۔ (بنی اسرائیل : ۸۲)

یہاں یہ بات خاص طور پر توجّہ طلب ہے کہ مسلمانوں کا ایمان بلکہ یقین ہے کہ ہر مصیبت من جانب اللہ ہی ہے اور جب بھی ہم صدقِ قلب اور خلوصِ نیّت سے غلطیوں کا اعتراف کر کے معافی کے طالب ہوں گے اور مکمل صحت یابی کے لئے دعا کریں گے تو وہ (اللہ) یقیناً مغفرت بھی کرے گا ۔ اور اپنی رحمت سے ہماری مشکلات و مصائب کو دور بھی کر دے گا ۔

علاج بالتہجد ایک نفسیاتی طریقۂ علاج ہے جس کی تعلیمات قرآن سے ماخوذ ہیں ـــــ اور بحیثیت تقابل یہ مغربی طریقۂ علاج کو پاس بھی پھٹکنے نہیں دیتا ـــــ ایک مسلمان کا یہ یقینِ کامل کہ وہ صرف اسی (اللہ) کا ایک ادنیٰ غلام ہے اور زندگی اور موت صرف اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، اسے زندگی کے گوناگوں ہنگاموں میں بہت سے مسائل سے یکسر نجات دے دیتا ہے ۔

یہ مذہبی طریقۂ علاج جو احادیثِ نبویؐ اور آیاتِ قرآنی سے مستعار لیا گیا ہے ، واقعتہً بہت سی دوسری نفسیاتی اور غیر نفسیاتی تکالیف کا منہ توڑ جواب ہے ۔ (دیکھئے مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی) ۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی بیماری لاعلاج نہیں ہے ۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیثِ نبویؐ سے ثابت ہے :

لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ

اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کے لئے شفا عطا فرمائی ہے ۔

(باقی صفحہ ۵۲ پر)

سیّد شبیر حسین شاہ زاہد

عقیدۂ ختمِ نبوّت

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے لئے انتہائی اہم اور بنیادی نوعیت کا حامل ہے۔ اسے مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا معاملہ کہا جائے تو اس میں ذرا بھر مبالغہ نہ ہو گا۔ یہی بنیاد ہے جس پر اسلامی معاشرے کی عظیم الشان عمارت اٹھائی جاتی ہے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکمرانی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کے نزدیک ہر معاملے میں "فائنل اتھارٹی" اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی تشریح و تعبیر کی "فائنل اتھارٹی" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اس اہم ایمانی گوشے (ختم نبوت) کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالنے کے لئے قرآن، حدیث اور جمہور علمائے امت کے اجماع کو بالترتیب اپنا رہنما بناتے ہیں۔ سب سے پہلے "عقیدہ" کی لغوی تعریف، پھر ختم کی عربی لغت میں تعریف، نبی کا مفہوم و مطلب اور بعد ازاں اس عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں قرآن، حدیث، عمل صحابہ اور اجماع امت سے دلائل پیش کئے جائیں گے۔ یہ مختصر سا مضمون طوالت کی اجازت نہیں دیتا اس لئے بعض جگہوں پر صرف اشارہ کر کے ہی گذرنا ہو گا۔

عقیدہ بمعنی پختگی، گرہ لگانا۔ یہ لفظ انسان کے ذہنی طور پر ایک بات پر مطمئن ہو جانے پر استعمال کیا جاتا ہے کسی بات پر عقیدہ یا یقین رکھنے والے کو معتقد کہا جاتا ہے۔

فیروز اللغات (اردو) کے بیان کے مطابق عقیدہ دل میں جما یا ہوا یقین کو کہتے ہیں (ص ۸۸۰)۔ خدا، رسولؐ، فرشتے، الہامی کتابیں تمام رسول و انبیاء، روز قیامت حساب کتاب، جنت دوزخ، قضا و قدر وغیرہ پر مذہبی حوالے سے پختہ یقین یا ایمان کو دینی عقیدہ کہا جاتا ہے اور اسے ماننا "اسلامی عقیدہ" ہے۔

مسلمان ہونے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہم پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپؐ کی نبوت و رسالت کو عقیدۂ خاتمیت کے ساتھ تسلیم کیا جائے اور آپؐ کے ورود مسعود کے بعد دعوائے نبوت و رسالت کرنے والوں کی تکذیب و تکفیر میں ہرگز کسی تساہل یا خاموشی سے کام نہ لیا جائے۔ کیونکہ آپؐ کی آمد کے بعد اور آپؐ کے زمانے کے بعد کسی کے دعویٰ نبوت پر خاموش رہ کر اپنے آپ کو غیر جانبدار رکھنے کی کوشش کرنا بھی قرآن و حدیث کی واضح نصوص کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ بچاؤ اور نجات اسی میں ہے کہ ہم اس علمی روشنی کو اُن جاہلوں تک پہنچائیں جن کو منکرین اپنی لغوی موشگافیوں اور عقلی دلائل کے تانے بانے میں الجھا کر عقیدۂ ختم نبوت سے دور کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ بقول حضرت امام اعظمؒ قائلین دعویٰ نبوت سے دلیل طلب کرنا بھی دائرہ کفر میں گرنے والی بات ہے۔

لفظ ختم کو منکرین ختم نبوت سب سے زیادہ اپنے لغوی دلائل کا ہدف بناتے ہیں کہیں اس کو مہر کے معنوں میں لاتے ہیں اور کہیں انگوٹھی کے معنوں میں لاتے ہیں "المنجد" کے مطابق ختم بمعنی مہر لگانا اور کسی چیز کا سلسلہ منقطع کرنا مثلاً خَتَم الإناءَ (برتن کا منہ بند کر دیا) خَتَم الکتاب (خط پورا کر کے اس پر مہر لگا دی) خَتَم العمل (کام پورا کر کے اس سے فارغ ہو گیا)

خاتمۃ کل شیئٍ عاقبتہ و آخرتہ (ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت) ختم الشیئ بلغ آخرہ (کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے، اس کے آخر تک پہنچ جانا) اس معنی میں "ختم قرآن" بولتے ہیں۔ اور اسی معنی میں قرآن مجید کی آیات کے آخری حصے کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

ختم الشی و علیہ (مہر لگانا) ختم العمل، ختم الکتاب، ختم الاناء، ختم علی قلبہ (بے سمجھ بنانا) ختّم (اچھی طرح ختم کرنا) مبالغہ کا صیغہ ہے وغیرہ۔

امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں کہ

الختم و الطبع کا لفظ دو طرح سے استعمال ہوا ہے اور اس کے مصدر ختمۃ اور طبعۃ ہیں بمعنی کسی چیز پر مہر کی طرح کے نشانات لگانا اور کبھی اس نشان کو کہتے ہیں جو مہر

لگانے سے بن جاتا ہے۔ مجازاً کبھی اس سے کسی چیز کا محفوظ کرنا مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ دروازوں یا کتابوں پہ مہر لگا کر انہیں محفوظ کر دیا جاتا ہے کہ کوئی چیز ان کے اندر داخل نہ ہو (اور نہ نکلے) مثلاً خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ (اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی) اور کبھی کسی چیز کا اثر حاصل کر لینے سے کنایہ ہو جاتا ہے جیسا کہ مہر سے نقش ہو جاتا ہے اور کبھی اس سے کسی چیز کا انتہا کو پہنچ جانا مراد ہوتا ہے اور اسی سے ختمتُ القرانَ کا محاورہ ہے یعنی قرآن ختم کر لیا۔ سورۃ الاحزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین فرمانے کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرتؐ کی آمد سے سلسلۂ نبوّت مکمل ہو گیا ہے اور اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا

(۱) علامہ رشید رضا مصری اپنی تصنیف "الوحی المحمدی" میں لکھتے ہیں۔

آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ..... وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت اور رسالت دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم ہو گئیں۔ اس لئے آپ کے بعد جو وحی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور گمراہ کن ہے۔ بہت سے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا مگر ان کا جھوٹ ظاہر ہو گیا

(۲) اسی طرح نبی یا نبوت کے معنوں کی لغوی تحقیق کے لئے بھی عربی کی مستند اور مشہور لغات کی طرف رجوع کیا جائے تو جو معنی و مفہوم واضح ہوتا ہے۔ نمونہ کے لئے اس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ نبی عربی زبان میں النباء سے صفت ہے جس کے معنی ہیں "مفید خبر جس کی اہمیت ہو"۔ اس میں فاعل اور مفعول دونوں معنی درست ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ نبی اللہ کی طرف سے مخبر بھی ہے اور اللہ کی طرف سے اسے خبر بھی دی جاتی ہے۔ نبی کا باتشدید استعمال زیادہ ہے اور اس میں ہمزہ کو یا سے بدل دیا گیا ہے یا یہ لفظ النبوۃ سے ماخوذ ہے ـــــ جس کے معنی بلندی اور شرافت کے ہیں۔

اہل کتاب کے نزدیک اس کا اطلاق اس الہام والی شخصیت پر ہوتا ہے جو مستقبل کی پوشیدہ باتوں کی اطلاع دے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قدیم عبرانی زبان میں اس کے اصل مادہ کا معنی ہے "مطلق بلند آواز سے بولنے والا یا شرعی امور میں بولنے والا"۔ ہمارے نزدیک نبی

اس کو کہیں گے جس پر اللہ تعالیٰ اپنی وحی نازل کرے۔

۲۔ تنبأ و تنبوءًا (نبوت کا دعویٰ کرنا) النبوّۃ و النبوءۃ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بناء پر غیب کی باتیں بتانا، پیشین گوئی کرنا، خدا تعالیٰ کی خبریں دینا [۲۵]

"نبوت عام انسانیت کے رتبہ سے بالاتر ہے جس طرح انسانیت حیوانیت سے بالاتر ہے وہ عطیہ الٰہی اور موھبت ربّانی ہے۔ سعی و محنت اور کسب و تلاش سے نہیں ملتی"۔

اسلام میں انبیاء ہادی (رہنما) نذیر (ہوشیار کرنے والے) داعی (خدا کی طرف بلانے والے) مبشّر (خوشخبری سنانے والے) معلم (سکھانے والے) مبلغ (خدا کے احکام پہنچانے والے) نور (روشنی) مبین (خدا کی صفات کو واضح کرنے والے) مزکّی (پاک و صاف کرنے والے) مطاع (واجب الاطاعت) حاکم (فیصلہ کرنے والے) آمر (حکم دینے والے) ناہی (منع کرنے والے برائیوں سے) صاحب حکمت، خلقِ عظیم کی سی صفات کے حامل ہوتے ہیں

عقیدہ ختم اور نبوت کے معانی کے اس جائزے کے بعد اب ہم قرآن مجید کی وہ آیت پیش کرتے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے معاملے میں نص قرآنی ہیں اور یہی وہ آیہ مبارکہ ہے جس پر ایمان لانے کے بعد نبوت کے خاتمہ کا ایمان ہم پر واجب ہو جاتا ہے۔ فرض ہو جاتا ہے۔ جزِ جاں ہو جاتا ہے۔ حصہ ایماں ہو جاتا ہے۔ باعث نجات دو جہاں ہو جاتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰) (ترجمہ) ...... نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، بلکہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور سب سے آخر میں آنے والے نبیؐ (نبیوں میں سے) ...... اس آیہ مبارکہ کے معانی کو سمجھنے کے لئے ہم اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ بن حارثہ جنہیں متبنی ہونے کی بنا پر زید بن محمدؐ بھی کہا جاتا تھا، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور بچپن ہی سے آپؐ کے زیر سایہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا۔ انہوں نے غلاموں میں سب سے پہلے شرک اور جہالت کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی سے اپنے آپ کو منور کیا۔ حضور اکرمؐ کی

آپؐ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کا نکاح ان سے کر دیا۔ مگر حضرت زینبؓ کا حضرت زیدؓ بن حارثہ سے نباہ نہ ہو سکا اور آخر نوبت طلاق تک پہنچ گئی بعد میں حضور اکرمؐ نے حضرت زینبؓ سے خود عقد فرمایا اس پر مکہ کے مشرکوں نے ایک زلزلہ برپا کر دیا۔ کیونکہ عرب معاشرے میں منہ بولے بیٹے کو نسبی بیٹے کی سی حیثیت حاصل تھی اور اہل عرب منہ بولے بیٹے کی منکوحہ سے طلاق کے بعد نسبی بیٹے کی منکوحہ کی طرح نکاح کو ناجائز سمجھتے تھے۔ سورۃ الاحزاب کے پانچویں رکوع کی آیت ۳۴ سے ۴۰ میں اس سارے واقعہ کے متعلق بیان موجود ہے

اب آیہ مذکورہ میں تین باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اول یہ کہ نکاح مذکورہ بالا قابل اعتراض نہیں ہے۔ اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے حقیقی باپ نہیں ہیں اور منہ بولے باپ یا روحانی باپ نسبی باپ کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔ دوسرے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر تم کو شبہ ہو کہ منہ بولے بیٹے کی طلاق یافتہ سے منہ بولے باپ کا نکاح جائز ہی سہی مگر کیا ضروری تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ نکاح کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے لئے اس کام کو کرنا نہایت ضروری تھا اس لئے کہ ایک نبی اور پیغمبر کی حیثیت سے آپؐ کے لئے زمانے کی بری رسوم کو توڑنا اور بھی ضروری ہے تاکہ امت کے لئے آپ کا عمل حجت اور سند رہے اور امت کے لئے اس کام میں ہچکچاہٹ کا موقع نہ رہے۔ تیسری بات جس کی طرف اس آیہ مبارکہ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ آپؐ کے لئے یہ رسم توڑنی اور امت کے لئے نمونہ عمل پیش کرنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ آپ محض نبی ہی نہیں بلکہ آخری نبی ہیں۔ اگر آپ کے ہاتھوں سے جاہلانہ رسم نہ ٹوٹتی تو پھر قیامت تک نہ ٹوٹ سکتی کیونکہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جو آپؐ کے ادھورے چھوڑے ہوئے کاموں کو تکمیل کر دے

بیان کردہ واقعہ اور تفسیری اشاروں کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ اس آیت اور اس کے مفہوم کا اصلی مدّعا کیا ہے۔ اگر اسے نفی کمال (منکرین ختم نبوت کا عقیدہ یا توجیہ) کے معنوں میں لیا جائے تو یہاں "خاتم النبیین" کا لفظ بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے موقع محل کا تقاضا ظاہر کرتا ہے کہ اس جگہ نفی کمال مراد نہیں بلکہ نفی

جنس مراد ہے اور اس سے مراد حقیقی نبوت کا حقیقی الفاظ میں حقیقی انقطاع ہی ہے

اب چند تفسیری اقتباسات پیش کرتا ہوں جو آیہ مذکورہ بالا (خاتم النبیین) کی تفسیر کے تحت "تصور ختم نبوت" کو اور بھی زیادہ واضح کرتے ہیں

۱۔ "وہؐ نبوت کو اختتام تک لائے اور اس پر مہر لگا دی اب یہ دروازہ روز حشر تک کسی پر بھی نہیں کھلے گا"۔ (تفسیر ابن جریر نمبر جلد ۲۲ ص ۱۲)

۲۔ علامہ بغویؒ لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے نبیؐ پاک کے ذریعے نبوّت کا خاتمہ کر دیا اس لئے وہ آخری نبی ہیں"۔ (معالم التنزیل در بحث خاتم النبیین)

۳۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ "خاتم النبیین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک پیغمبر کے بعد دوسرا نبی آتا ہے۔ تو وہ رشد و ہدایت اور احکامات الٰہی کی وضاحت کا ایک مشن اپنے پیچھے چھوڑتا ہے اور اس کے بعد آنے والے کو اسے مکمل کرنا ہوتا ہے لیکن ایسا پیغمبر جس کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آنا تھا۔ وہ اپنی امت کے لیے بہت زیادہ رحمدل تھا اسلئے امّت کے لئے واضح ہدایت فراہم کی۔ (تفسیر کبیر جلد ششم از امام فخر الدین رازیؒ)

(۴) علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ کہ "اس طرح یہ آیت اس سلسلہ میں واضح حکم ہے۔ کہ نبی اکرمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور جب انؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو انؐ کے بعد کوئی رسول بھی رسالت کے لئے مخصوص نہیں ہو سکتا..... جو کوئی بھی نبی اکرمؐ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ کاذب، گمراہ، کافر اور منکر ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۳ از حافظ عماد الدین ابن کثیر)۔

(۵) علامہ علاؤالدین بغدادی رقم فرماتے ہیں کہ "خاتم النبیین" یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا۔ اب آپ کے بعد نہ کوئی نبوت ہو گی، نہ ہی اس کے ساتھ کوئی شراکت ہو گی اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ (تفسیر خازن در تفسیر سورۃ الاحزاب)

(۶) علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں۔ کہ "وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا" اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں علم رکھتا ہے۔ اور یہ جانتا ہے کہ نبی اکرمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائیں گے، تو وہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ماننے والے ہوں گے۔ (صفحہ ۷۶۸)۔
(۷) تفسیر مدارک التنزیل میں خاتم النبیین کی تفسیر میں بھی یہ درج ہے۔ کہ "نبی پاک خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی دوسرا شخص پیغمبر مقرر نہیں کیا جائے گا"۔ (مدارک التنزیل جلد نمبر ۵)۔
(۸) علامہ محمود آلوسی اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں۔ "لفظ نبی عام ہے۔ اور لفظ رسول خاص ہے۔ اس لئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے کے ناطے سے یہ تقاضا کرتے ہیں 'کہ انہیں خاتم النبیین اور خاتم المرسلین بھی ہونا چاہئے اور اُن کا آخری نبی اور رسول ہونا یہ معنی دیتا ہے 'کہ دنیا میں اللہ کی جانب سے آپؐ کو نبوت ملنے کے بعد کسی جن یا انسان کے لئے منصب نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں"۔

درج بالا تمام تفسیری حوالوں کے بعد اس حوالہ کے پیش کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کہ اہل سنت علماء کے علاوہ شیعہ اکابر نے بھی ختم نبوت کے عقیدے کو آیۂ مذکورہ بالا (وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) کے تحت شرح و بسط سے پیش کیا ہے۔ طوالت کے خوف سے اقتباسات کو چھوڑ کر صرف حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) تفسیر القمی از علی بن ابراہیم صفحہ ۵۳۲ مطبوعہ نجف (عراق)۔ (۲) تفسیر منہاج الصادقین از ملا فتح اللہ کاشانی جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۳ مطبوعہ نجف (عراق) (۳) تفسیر مجمع البیان از ابو علی فضل ابن حسین طبرسی جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ نجف (عراق) (۴) تفسیر البرہان از ہاشم ابن سلیمان ابن اسماعیل حسینی جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۲۷ مطبوعہ قم (ایران) (۵) تفسیر الصفی از ملا محسن کاشی صفحہ ۴۹۱ مطبوعہ نجف (عراق)۔ (۶) انوار النجف از علامہ حسین بخش صفحہ ۲۱۱ جلد نمبر ۱۱ مطبوعہ لاہور (۷) تفسیر عمدۃ البیان از مولانا سید عمار علی جلد نمبر ۱۲ مطبوعہ دہلی۔

اگر قرآن مجید کے بیان میں بقول منکرین ختم نبوت تاویلات اور معانی ختم کی کثرت کے حوالے سے لغوی مباحثے کے جواز کو تسلیم کر ہی لیا جائے۔ تو پھر لا محالہ ہمیں کسی ایک معنی و

مفہوم پر پہنچنے کے لئے حضور ختم المرسلین کے ارشادات کا جائزہ لینا پڑے گا۔ جو آپ نے نبوت کے خاتمے کے ضمن میں وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے ہیں۔ اس سلسلے میں اختصار سے کام لے کر صرف صریح بیانات والی احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ کسی کو تاویل یا کٹ حجتی کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ ہاں اس کے باوجود بھی اگر کوئی لغوی معنی یا عقلی تاویلات کی بناء پر قرآن وحدیث کے مفہوم کو ماننے کی بجائے اپنے ذہن اور عقل کے گھوڑے ہی دوڑانا چاہے تو ایک ناچیز انسان دوسرے انسان کو صراط مستقیم پر کیسے ڈال سکتا ہے۔ ہدایت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ (۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس نے ایک عمارت بنائی ہو، اور اسے نہایت عمدہ اور خوبصورت بنایا ہو۔ لوگ چاروں طرف گھوم گھوم کر اسے دیکھ رہے ہوں، اور کہہ رہے ہوں، کہ اس سے بہتر عمارت ہم نے آج تک نہیں دیکھی۔ لیکن بس ایک اینٹ کی جگہ اس میں خالی ہے، اور وہ اینٹ میں ہی ہوں۔ (بخاری کتاب المناقب و مسلم کتاب الفضائل) حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے ایک اور روایت میں اسی عنوان کی ایک حدیث کے آخر میں جو مسلم کتاب الفضائل میں بیان ہوئی ہے، ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ "اور میں خاتم النبیین ہوں" (کتاب الفضائل صفحہ ۳۴۴ احدیث نمبر ۸۵۸) "پس میں آیا اور پیغمبری کا سلسلہ بند کر دیا"۔ (مسلم کتاب الفضائل و ترمذی کتاب المناقب باب فضائل النبیؐ) "میرے ذریعے پیغمبری کا سلسلہ بند کر دیا گیا" (مسند ابو داؤد۔ بروایت جابر بن عبداللہ)؎

اس مضمون کی احادیث میں بڑی لمبی حقیقت پوشیدہ ہے، کہ تکمیل دین میں بھی ارتقائی منازل طے ہوتی رہی ہیں۔ عقل انسانی کے ساتھ دینی تصورات میں بھی ارتقاء ہوتا رہا ہے۔ جب ایک عمارت بنتی ہے تو بنیاد ڈالنے سے لے کر تکمیل عمارت تک ہر قدم ارتقائی قدم ہی ہوتا ہے۔ عمارت دین کی تکمیل میں بھی یہی صورت رہی ہے۔ ہر پیغمبر نے ایک اینٹ رکھ کر اس مقصد کو آگے بڑھایا ہے، اور اسے تکمیل سے قریب ترین کر دیا۔ لیکن پوری تکمیل حضور نبی کریمؐ کے آنے سے ہوئی اور فرمایا گیا۔ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ) یہ اسلام ایک

دین اور ایک نظام زندگی کی حیثیت سے تمام انبیاء کا واحد دین تھا اور سب نے اس دین کی عمارت (اسلام) کو پروان چڑھانے میں اپنی استطاعت بھر حصہ لیا۔ مگر تکمیل واختتام اور اس نعمت کا اتمام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا' اور نبوت کا مقصد پورا ہو گیا۔ لہٰذا نبوّت بھی ختم ہو گی۔ پس آپؐ نے فرمایا۔ انا خاتم النبیین۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا " مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) مجھے جامع اور مختصربات کہنے کی صلاحیت دی گئی ہے۔ (۲) مجھے رعب کے ذریعے سے نصرت بخشی گئی۔ (۳) میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے۔

(۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جا سکتی ہے۔ اور اگر پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمم کر کے وضو و غسل دونوں ضرورتیں پوری کی جا سکتی ہیں)۔ (۵) مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنایا گیا۔ (٦) میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مسلم' ترمذی' ابن ماجہ)۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی" ۔ (ترمذی کتاب الرویاء باب ذہاب النبوۃ)۔ (مسند احمد مرویات انس بن مالک)۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے۔ (یعنی میرے بعد اب قیامت ہی آنی ہے) اور میں عاقب ہوں' اور عاقب وہ ہے' جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو" (بخاری و مسلم کتاب الفضائل باب اسماء النبیؐ۔ ترمذی کتاب الاداب باب اسماء النبیؐ۔ موطا کتاب اسماء النبیؐ۔ المستدرک للحاکم کتاب التاریخ باب اسماء النبیؐ)۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجّال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ (مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا)۔ اب میں آخری نبی ہوں' اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔ (ابن

ماجہ کتاب الفتن باب الدجّال)۔

(۶) حضرت عبدالرحمٰنؓ بن جبیر کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے نکل کر ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس انداز سے گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ "میں محمد نبی امی ہوں" اور پھر فرمایا "اور میرے بعد کوئی نبی نہیں" (مسند احمد مرویات عبداللہ بن عمرو بن العاص)۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں" عرض کیا گیا۔ وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں! یا رسول اللہ؟ فرمایا "اچھا خواب یا صالح خواب (یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو وہ اچھے خواب کے ذریعے سے ملے گا)۔ (مرویات ابو الطفیل نسائی)

(۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا، تو عمر بن خطاب ہوتے" (ترمذی کتاب المناقب بخاری و مسلم فضائل الصحابہ)۔

(۹) نبی اکرمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے، جو موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔ (بخاری و مسلم کتاب فضائل الصحابہ)۔

بخاری و مسلم، مسند احمد، ابو داؤد طیالسی میں یہ روایت کئی دفعہ دہرائی گئی ہے۔ الفاظ کے معمولی ردّوبدل کے ساتھ اس سلسلے میں جو تفصیلات ملی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہ حدیث غزوۂ تبوک کے موقعہ پر کہی گئی غزوۂ تبوک پہ جاتے وقت حضور اکرمؐ نے حضرت علی کو مدینہ طیبہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا۔ حضرت علیؓ نے جا کر حضور اکرمؐ سے عرض کیا۔ کہ "یا رسولؐ اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔ نبی اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ "تم تو میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو، جو موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ رکھتے تھے"۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضورؐ کو یہ اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون کے ساتھ حضرت علی کی یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ

بن جائے اس لئے فوراً آپؐ نے یہ تشریح فرمادی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

(۱۰) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.... "اور یہ کہ میری امت میں تیس کذّاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔ (ابو داؤد و کتاب الفتن)۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں" (یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت نہیں) (بیہقی کتاب الرویاء۔ طبرانی)۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں آخری نبی ہوں، اور میری مسجد آخری مسجد ہے"۔ یعنی کسی نبی سے منسوب مسجد جس کی طرف بغرض ثواب سفر کیا جائے) مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوۃ، مکۃ والمدینۃ)۔

(۱۴) حضرت علیؓ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کے وصال کے موقع پر آپؐ کے جسد خاکی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا "اے اللہ کے پیغمبر آپؐ کی وفات نے وہ چیز ختم کر دی ہے، جو پہلے کسی کی وفات سے ختم نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ ہے نبوت۔ وحی الٰہی اور دوسری پیغمبرانہ اطلاعات" (نہج البلاغہ جلد دوم)۔

(۱۵) بیان کیا جاتا ہے کہ ابو جعفر اور ابو عبد اللہ نے کہا.... "یقیناً اللہ نے تمہاری کتاب (قرآن مجید) کے ساتھ دوسری تمام الہامی کتابیں ختم کر دیں۔ اور تمہارے پیغمبر (محمدؐ) کے ساتھ پیغمبری کا سلسلہ بند کر دیا ہے"۔ (اصول کافی جلد اول مطبوعہ نو لکشور)

احادیث کے مطالعہ سے بالصراحت یہ بیان ثابت ہو گیا ہے کہ جس طرح قرآن مجید میں آیت خاتم النبیین کا سیاق و سباق ختم النبوت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح احادیث کا مطالعہ مختلف مواقع پر زبان رسالت سے آپؐ کی آمد کو ختم نبوت کی دلیل بنا رہا ہے ؎

اب مانو یا نہ مانو تمہیں اختیار ہے۔

قرآن اور احادیث کے مطالعہ کے بعد اسلامی شرع میں تیسرا درجہ اجماع صحابہ کا ہے۔ اس طرف رجوع کرتے ہیں تو بھی فیصلہ ختم نبوت کے حق میں ہی ہے۔ بطور ثبوت چند ایک

تصریحات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا' اور جن لوگوں نے ان کی نبوت کو تسلیم کیا' ان سے صحابہ کرامؓ نے عملی اور نظریاتی دونوں محاذوں پر جنگ کی۔ مسیلمہ کذاب' یمامہ کے ایک قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک فرد تھا۔ حضور اکرمؐ کی حیات میں ہی اس نے دعویٰ نبوت کیا' اور اپنے آپ کو آنحضرتؐ کی نبوت میں شریک و سہیم مشہور کر دیا۔ حضور اکرمؐ کو اس نے نامہ لکھا۔ اس کے ابتدائی الفاظ درج ذیل ہیں۔

من مسیلمة رسول الله الی محمّد رسول الله سلام علیک فانی اشرکت فی الامر معک (طبری جلد دوئم مطبوعہ مصر)

(ترجمہ) مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے 'محمدؐ اللہ کے رسول کی طرف۔ آپؐ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیان اور پیشکش (کہ آپ میری نبوت کو تسلیم کر لیں۔ میں آپ کے ساتھ مل کر کام کروں گا) کو رد کر دیا۔ اور مسیلمہ کے ایلچی سے فرمایا۔ کہ "اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہیں قتل کرا دیتا"۔ پھر اس کے بعد مسیلمہ کے اس پیغام کے جواب میں کہ "آپ تمام عرب کو اپنے زیر نگیں لانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ عرب کا نصف علاقہ میرا ہے' اور نصف علاقہ قریش کا' لیکن قریش عدل و انصاف سے کام لینا بالکل نہیں جانتے" آپؐ نے تحریر فرمایا تھا۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف "میں نے تمہارا خط سنا۔ جو سرتاپا خرافات پر مشتمل تھا۔ تم نے عرب کے نصف حصے پر اپنا حق جتایا ہے' لیکن ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ اور وہ اپنے نیک بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے"۔ مسیلمہ کو دعویٰ نبوت کی بنا پر کذاب کہا گیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں اس سے قتال کیا گیا۔ اور اسیران جنگ کو لونڈی و غلام بنایا گیا۔ اس طرح اس کذاب اور اس کے پیرو کاروں کا خاتمہ ہوا۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں بنو اسد کا ایک سردار "طلیحہ" نامی بھی داعیٔ نبوت تھا۔ مگر اس نے آپؐ کی حیات میں دعویٰ کرنے کی

جرأت نہ کی۔ ہاں آنحضرتؐ کے وصال کے بعد دعویٰ نبوت عام کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں اس کے خلاف بھی حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں قتال کیا گیا۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسے شکست فاش دی۔ طلیحہ اسدی نبوت کے دعویٰ سے تائب ہوا۔ اور وہ دوبارہ اسلام کی صفوں میں شامل ہو گیا۔ پھر ساری عمر استقامت کے ساتھ عقیدہ اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت پر کار بند رہا۔

(۳) اسود عنسی یمن کا رہنے والا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں دعویٰ نبوت کیا۔ اور حاکم یمن کی وفات کے بعد یمن کا حاکم بن بیٹھا۔ وہ جادوگری کیا کرتا تھا۔ اور خفیہ طور پر ٹونے ٹوٹکوں کا کام کیا کرتا تھا۔ جب اس کے کاروبار کو کچھ ترقی ہوئی تو اس نے یمن میں متعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال کو وہاں سے نکال دیا۔ اور یمن اور نجران میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی زیادہ اہمیت نہ دی۔ یمن میں رہنے والے صحابہ نے خود ہی اس کا قصہ پاک کر دیا۔

درج بالا مدعیان نبوت کے احوال سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ داعیٔ نبوت کے خلاف صحابہ کرام جہاد کو جائز بلکہ ضروری قرار دیتے تھے۔ داعی نبوت کو توبہ کا موقع تو حضور اکرمؐ نے بھی دیا ہے اور صحابہ کرام بھی اس اصول پر کار بند تھے جیسے کہ طلیحہ اسدی کو یہ موقع دیا گیا۔ ان کے نزدیک حضور نبی اکرم خاتم النبیین (آخری نبی) تھے۔

اب ہم اجماع امت کے طور پر علمائے اسلام کے تصوّرِ ختم نبوت کے بارے میں چند آراء نقل کرتے ہیں تاکہ اجماع صحابہ کے بعد اپنے دعویٰ کو جمہور امت کی آراء کی روشنی میں ثابت کر سکیں اور کسی اعتراض یا کٹ حجتی کی گنجائش نہ رہے۔

(۱) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا' اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا۔ کہ "جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ لا نبیّ بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں...... مناقب امام اعظم ابی حنیفہ از ابن احمد المکی جلد نمبر ۱)

(۲) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ "اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے'

چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں۔ اور وہ خاتم الانبیاء ' امام الاتقیاء ' سید المرسلین ' حبیب رب العالمین ہیں۔ اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے (فی العقیدۃ السلفیہ) (شرح الطحاویہ)۔

(۳) علامہ ابن حزمؒ اندلسی فرماتے ہیں۔ یقیناً وحی کا سلسلہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ختم ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ "محمد نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ (المحلی جلد نمبر ۱)

(۴) قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں۔ "اور جو کوئی اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یا یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی اسے حاصل کر سکتا ہے ' اور اس طرح طہارت قلبی کے باعث یہ نبوت کا منصب حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے کہ کچھ فلاسفر اور نام نہاد صوفی یہ دعویٰ کرتے ہیں ' اور اسی طرح جو کوئی پیغمبر ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتا۔ لیکن وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اس طرح کے تمام لوگ کافر ہیں۔ اور منکرین پیغمبرؐ ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے ہمیں مطلع کیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں۔ اور یہ کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔ (الشفاء جلد ۲)

(۵) علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ محمدؐ آخری نبی ہیں ' وہ مسلمان نہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ مبادیات میں سے ایک ہے۔ (الاشباہ و النظائر جلد نمبر۔ ۳)

(۶) علامہ شہرستانی "الملل و النحل" میں لکھتے ہیں کہ "جو کہے کہ نبی اکرمؐ کے بعد (بجز حضرت عیسیٰ) کوئی نبی آنے والا ہے تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں میں بھی اختلاف نہیں۔

(۷) ملا علی قاری "شرح فقہ اکبر" میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نبیؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالا جماع کفر ہے"۔

(۸) فتاویٰ عالمگیری میں مندرج ہے کہ "اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ نبیؐ آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے۔ اور اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد دوم)

(۹) امام غزالیؒ نے "معارج القدس" اور "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں نبوت اور ختم نبوت کے بارے میں طویل گفتگو کی ہے۔ جسے یہاں نقل کرنا باعث طوالت ہو گا۔

مولانا مودودی صاحبؒ نے تفسیر سورۃ الاحزاب ضمیمہ ختم نبوت میں امام صاحب کی اس طویل بحث کو عربی اور اردو دونوں زبانوں میں نقل کیا ہے۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا شاہکار کی قسط ۱۸ میں زیرِ عنوان ختم نبوت امام غزالی کا ایک مختصر سا اقتباس درج ہے' جو کہ درج ذیل ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:۔ امت نے بالاتفاق لفظ "لانبی بعدی" سے اور نبی کریمؐ کے اقوال و احکام سے یہ سمجھا ہے۔ کہ حضور کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا' نہ رسول' نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد المطبعۃ الادبیہ مصر)

(۱۲) قاری محمد طیب دیوبندیؒ نے لکھا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو رسالت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ کیونکہ ان کے بعد زمانے کو کسی نبی اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی"۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے "حجتہ اللہ البالغہ" میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوت" میں حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے خطوط میں اور رسالہ اثبات النبوۃ میں "ختم نبوت" پر بہت کچھ لکھا ہے' جسے یہاں نقل کرنا طوالت کا باعث ہو گا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھی اسی موضوع پر اپنی تصانیف "غنیۃ الطالبین اور الفتح الربانی" میں اقوال قلمبند کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے اصل کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

اب ہم ان چند اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں۔ جن کو بنیاد بنا کر منکرین ختم نبوت اپنے انکار کے حق میں بودی دلیلیں تلاش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت عائشہ سے روایت کردہ ایک حدیث منکرین ختم نبوت سند کے طور پر لاتے ہیں۔ وہ حدیث درج ذیل ہے:۔عن عائشۃ قالت، انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (کہو کہ رسول اکرمؐ آخری نبی ہیں' لیکن یہ مت کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔ یہ روایت کئی وجوہ سے ناقابل اعتبار ہے۔ سب سے پہلی تو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ جب آنحضورؐ' قرآن یا سنت کے الفاظ کا مطلب یا ان کی شرح بیان کرتے ہیں۔ تو انؐ کے